www.novelsclubb.com
رمزِ عشق
از عبد الرحمٰن ہاشمی

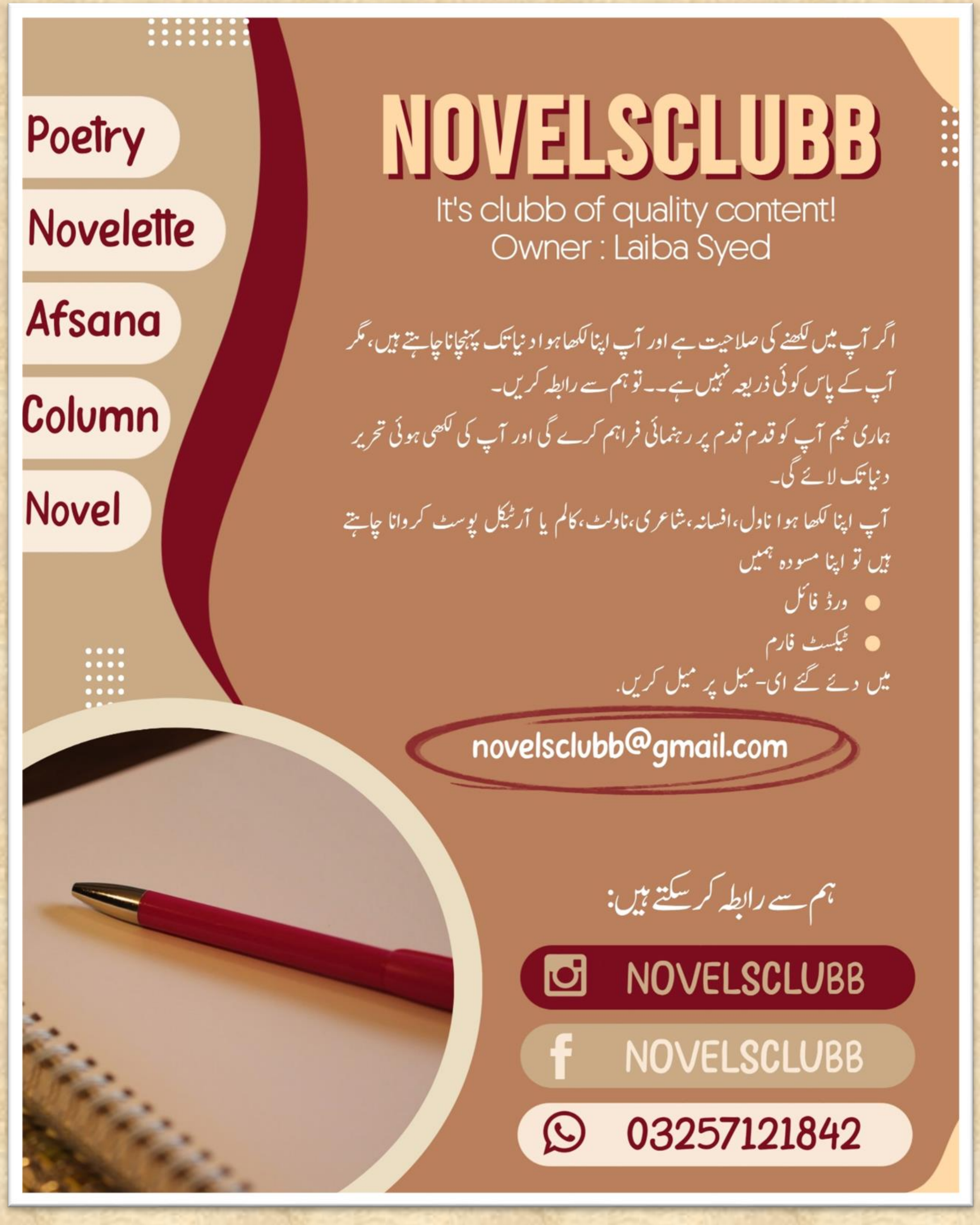

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

رمزِ عشق

از قلم

عبد الرحمٰن ہاشمی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناول "رمزِ عشق" کے تمام جملہ حق لکھاری "عبد الرحمٰن ہاشمی" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

انتساب

ان نوجوانوں کے نام جو خدا کے سکھائے ہوئے رستے سے دور نکل گئے ہیں اور اس رستے پر واپس آنا ایک سراب اور خواب محسوس ہوتا ہے، واپسی کی کوشش کرتے رہیں جیسا کہ عمیرہ احمد نے لکھا تھا:

"بھٹکتا تو مومن ہی ہے"

Clubb of Quality Content!

باب نمبر ۱: پھر اسی رہ گزار پر شاید

پھر اسی رہ گزار پر شاید

ہم کبھی مل سکیں مگر شاید

جن کے ہم منتظر رہے ان کو

مل گئے اور ہم سفر شاید

جان پہچان سے بھی کیا ہو گا

پھر بھی اے دوست غور کر شاید

اجنبیت کی دھند چھٹ جائے

چمک اٹھے تری نظر شاید

زندگی بھر لہو رلائے گی

یاد یاران بے خبر شاید

جو بھی بچھڑے وہ کب ملے ہیں فراز

پھر بھی تو انتظار کر شاید

(احمد فراز)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صبح کے آٹھ بج رہے تھے الارم کی آواز پہ صوفیہ کی آنکھ کھلی تھی کچھ دیر انسٹا گرام پر سکرولنگ کے بعد اب وہ اٹھ کر تیار ہونے باتھروم کی طرف جا چکی تھی، پندرہ منٹ بعد جب وہ واپس کمرے میں آئی تو اس نے سفید رنگ کی لمبی قمیص کھلے پاجامے کے اوپر پہن رکھی تھی، چند قدم چل کر وہ سنگھار میز کے سامنے آ بیٹھی تولیا سر سے اتارا تو بھورے بال جو گیلے ہونے کی وجہ سے زیادہ بھورے لگ رہے تھے اس کے کندھے پہ آ گرے، ہیئر ڈرائر سے بال سکھائے، آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنی گول ہلکے بھورے رنگ کی آنکھوں میں کاجل لگایا۔ میز سے ہلکا گلابی رنگ کا لپ ٹنٹ اٹھایا اور اپنے ہونٹوں پر لگایا، بالوں کو کس کے صفائی سے جوڑے میں باندھا اور اٹھ کھڑی ہوئی، ایک نظر آئینے میں ڈالی ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری واپس اپنی الماری کی طرف مڑی اور سفید رنگ کی خوبصورت نوکیلی ہیلز نکال کر پہنی اور اپنا بیج رنگ کا ہینڈ بیگ اٹھایا اور کمرے سے باہر آ گئی۔ کمرے سے باہر آ کر وہ نیچے گھر کے گراؤنڈ فلور پر موجود ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ گئی، وہ اندر آتے ہوئے دیوار گیر لکڑی کی کھڑکی کی طرز میں بنی دیوار سے ڈائننگ ہال کا منظر دیکھ سکتی تھی، اس دیوار پر ریکس بنے تھے جن پر خوبصورت آرٹ پیسز رکھے گئے تھے، میز کے عین اوپر ایک ماڈرن طرز کا

Clubb of Quality Content

فانوس نصب تھا میز پر کینڈل ریکس میں کینڈلز جل رہی تھی ڈائینگ ہال کی باقی دو دیواروں کا رخ گھر کے لان کی طرف تھا اور شیشے کی ان دو دیواروں سے باہر لان میں لگے خوبصورت لال گلاب کے پھول دکھ رہے تھے، ناشتہ لگا دیا گیا تھا، جلال عابدی سیاہ رنگ کی شلوار قمیص میں ملبوس ہشاش بشاش اپنی تیکھی مسکراہٹ لیے سربراہی کرسی پر بیٹھ رہے تھے جب صوفیہ اندر داخل ہوئی اور ملیحہ بیگم ہر صبح کی طرح کیچن اور ڈائنگ کے مشترک دروازے سے ناشتے کی ٹرے لاتی سبین کو ہدایات دے رہیں تھیں ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ ویسی ہی خوبصورت تھیں سبز آنکھیں ہلکے بھورے بال بلکل صوفیہ جیسے البتہ انہوں نے اپنے بال چٹیا میں باندھ رکھے تھے، ان کی خوبصورت رنگت اور چمکتی جلد آج بھی ویسی ہی تھی مگر بڑھتی عمر کے ساتھ آنکھوں کے نیچے چند ایک جھریوں کا اضافہ ہو چکا تھا، صوفیہ کے لاکھ کہنے پہ بھی وہ سرجری کی طرف نہیں آتی تھیں انکا ماننا تھا کہ ان چند لکیروں کے لئے اللہ کے بنائے ہوئے اتنے خوبصورت چہرے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کا کیا فائدہ، اور ویسے بھی یہ جھریاں ان کی گزری عمر کی یادداشت تھیں۔ صوفیہ ان سے کبھی بحث میں جیت نہیں سکتی تھی کیوں کہ ماں تو ماں ہوتی ہے اور کچھ چیزوں میں ماں سے بہتر کوئی نہیں ہوتا۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content

''گڈ مارننگ! تم آج جلدی اٹھ گئی، مجھے لگا رات کی تکان کے بعد آج آفس نہیں جاوگی۔''

وہ جلال کے بائیں جانب والی کرسی پر بیٹھی تھی کہ ماں نے استفسار کیا اس نے فقط مسکراہٹ میں بات اڑا دی۔ اور ماں بھی جواب کا انتظار کئے بغیر اب ڈیڈ سے مخاطب تھیں جو شاید رات کی تھکان کی وجہ سے آج آفس دیر سے جانے کا ارادہ کر چکے تھے، ''آپ کس کا بتا رہے تھے''؟

جلال نے اپنا سوال دہرایا "تمہیں معلوم ہے نہ زرار احمد کا؟" ماں نے جواباً استفسار کیا کہ "وہی جو گرین فیلڈ رئیل اسٹیٹ کا سی ای او ہے؟" صوفیہ کا تو جیسے دماغ ابل گیا ہو، "یہ نام؟ آج پھر سے!" اس نے دل میں سوچا کہا کچھ نہیں مگر اگلے ہی لمحے جیسے اس کے پاؤں سے زمین نکل گئی ہو، جیسے دل کو کسی نے مٹھی میں بند کر لیا ہو، جیسے بہت پرانے کسی زخم کی پھر کوئی نمک پاشی کر رہا ہو، "کیا کہا ڈیڈ آپ نے؟" اس نے آنسوؤں کا ایک گولا گلے سے نیچے اتار کر جلال سے سوال کیا، "یہی کہ گرین فیلڈ اسٹیٹ کے سی ای او زرار احمد ہمارے ساتھ ایک پراجکٹ کرنے میں انٹرسٹڈ ہے اور اس جمعرات کو یعنی کہ کل ان سے ہماری

میٹنگ ہے۔"صوفیہ کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔" مگر ڈیڈ گرین فیلڈ کو یوں اچانک ہمارے ساتھ کیوں پراجکٹ کرنا پڑ گیا؟" وہ واقعی حیران تھی، "گرین فیلڈ ایک بہت بڑی رئیل اسٹیٹ امپائر تھی اور ان کے تمام پراجکٹس کے ٹھیکے ہمیشہ غیر ملکی کمپنیوں کو ہی ملتے تھے پھر اس دفعہ ایسا کیا تھا کہ زرار احمد کو جلال گروپ کی ضرورت پڑ گئی تھی۔"

"صوفیہ دیکھو مجھے اس بارے میں تو معلوم نہیں مگر I want you to be in this meeting(میں چاہتا ہوں کہ تم اس میٹنگ میں ہو)"

وہ حیرت سے یک ٹک ان کو دیکھے جا رہی تھی۔"صوفیہ یہ بہت بڑا موقع ہے اگر ہمیں یہ پراجکٹ مل جاتا ہے تو میں چاہوں گا کہ تم اس کو سپروائز کرو، گرین فیلڈ کا پراجکٹ سونے کی چڑیا ہے اور اگر تمھاری سی وی میں یہ پراجکٹ آ گیا تو مجھے یقین ہے کہ تمہارا کیرئیر پاتھ بہت سموتھ ہو گا۔"

"Let's see dad (دیکھتے ہیں ڈیڈ)"

وہ فقط مسکراہٹ سے صرف یہی کہہ سکی۔"اچھا اب میں چلتی ہوں، ڈرائیور انتظار کر رہا ہے باہر" ناشتہ تو ویسے بیکار ہو گیا تھا،" ویسے میں پھر بھی یہی سوچتی ہوں کہ وہ ضرورت

سے زیادہ فینس ہے ڈیڈ، اتنا غیر معمولی نہیں جتنا آپ کی انڈسٹری اسے سمجھتی ہے۔"وہ اپنا نیپکن اٹھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔"

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے کوئی پرانی دشمنی ہو اس کے ساتھ"۔

اس کی بات پر ماں نے چڑھ کر جواب دیا"وہ بزنس کمیونٹی میں اس لئے اتنا مشہور ہے کیوں کہ وہ سب سے کم عمر سی۔ای۔او ہے، سیلف میڈ ہے۔"

" (Whatever)جو بھی ہے"۔

اس نے ناک سے مکھی اڑھائی اور باہر آگئی باہر برسات کی خنک ہوا اس کے چہرے پہ پڑی، ڈائننگ ہال سے ابھی بھی ملیحہ اور جلال، زرار احمد کی تعریف کرتے سنائی دے رہے تھے،"اف ایک تو صبح صبح یہ زرار نامہ"اس نے سوچا اور دروازہ کھول کر باہر آگئی کار پورچ میں سلیم اس کی گاڑی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا، وہ آکر گاڑی میں بیٹھ گئی اور چند ہی منٹ بعد اسکی سفید گاڑی بھی باقی بہت سی گاڑیوں کی طرح سڑک پر اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔

****

رات کو ہونے والی تیز بارش نے اسلام آباد کی فضا کو صاف کر دیا تھا، بدھ کا دن تھا اور اسلام آباد کی سڑکیں ہر ورکنگ ڈے کی طرح آج بھی مصروف تھیں، ہر طرف دفتر جانے والوں کی بھیڑ تھی۔ان گاڑیوں کے ہجوم میں ایک چمچماتی ہوئی سیاہ مرسیڈیز آرام سے چل رہی تھی، جس کے پچھلی سیٹ پر زرار احمد پر سکون انداز میں چہرے پہ خاموش تاثرات لیے بیٹھا تھا اس کے ریشمی سیاہ بال خوبصورتی سے سیٹ کیے ہوئے تھے، سیاہ سوٹ میں ملبوس، اس کی گہری سیاہ آنکھیں آئی پیڈ پر جمی ہوئی تھیں، اور بائیں کان میں ائیر پوڈ لگا ہوا تھا۔ابھی ابھی اس کا جہاز اسلام آباد ائیر پورٹ پر اترا تھا اور وہ سیدھا اپنے دفتر جا رہا تھا۔ڈرائیونگ سیٹ پر موجود گاڑی چلاتا فیضان، بیک ویو مرر سے زرار کی پُر عزم شخصیت کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ شہر کی صبح کی ہلچل، کار کے اندر کے خاموش ماحول سے بالکل مختلف تھی۔"کیا ہو جاتا اگر یہ نکلی روبوٹ ایک دن چھٹی کر لیتا، کم از کم میں بھی فری ہوتا" اس نے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا، "کچھ کہا تم نے فیضان؟" زرار کی آواز پہ وہ خیال سے باہر آیا "آہ نہیں نہیں میں نے کیا کہنا؟" جعلی سی مسکراہٹ اس کے معصوم چہرے پر ابھری، "ہمم" گاڑی سیدھا آ کر ایک سرمئی بلڈنگ کے پاس کچھ لمحے رکی اسلام آباد کے وسط میں، یہ شاندار جدید سرمئی عمارت کھڑی تھی۔ چار منزلہ یہ عمارت اپنی سادگی اور خوبصورتی میں بے مثال تھی۔ سامنے کی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جانب بڑی بڑی شیشے کی کھڑکیاں تھیں جو اندر کی روشنی کو بھرپور طریقے سے آنے دیتی تھیں۔ دروازہ کھلا اور زرار کی گاڑی اندر داخل ہو گئی۔ بلڈنگ کے شیشے سے بنے دروازے پر گاڑی رکی دروازے کے سامنے ایک خوبصورت فوارہ تھا جس کا حوض چمکدار گرینائٹ سے بنا ہوا تھا۔ درمیان میں ایک مجسمہ تھا جس سے پانی بہتا ہوا حوض میں گر رہا تھا، اور ارد گرد سر سبز پودے اور رنگ برنگے پھول لگے ہوئے تھے۔ عمارت کے اوپر کمپنی کا نام اور لوگو چمکدار اسٹین لیس اسٹیل کے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ سڑک سے مرکزی دروازے تک ایک وسیع پختہ راستہ جاتا تھا، جس کے دونوں طرف پتھر کی دیواریں اور رنگ برنگے پھولوں کے گملے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فیضان نے اتر کر زرار کو دروازہ کھولا، باہر نکلتے ہوئے زرار نے جھک کر فیضان کو سرگوشی کی، "یاد ہے قائدِ اعظم نے کہا تھا؛ کام، کام اور صرف کام؟ وہ اسی کمپنی کے ورکرز کے لیے کہا تھا" اور مسکرا کر آگے بڑھ گیا۔ "تو یعنی جعلی روبوٹ نے سن لیا تھا، ہنہ مجھے کیا" وہ منہ میں ہی بڑبڑایا اور گاڑی پارکنگ میں لے گیا۔ زرار نے اندر قدم رکھا اور ایک وسیع اور روشن لابی میں خود کو پایا۔ داخلی دروازے کے دائیں جانب لابی میں انتظار گاہ تھی اور بائیں جانب کچھ الیکٹرونک گیٹس نسب تھے، سامنے کی طرف ریسیپشن ڈیسک تھا جس پر سنبل

موجود تھی جو زرار کے داخل ہونے پر کھڑی ہو کر اس کا استقبال کر رہی تھی زرار دائیں طرف لفٹ کی طرف بڑھ گیا اور تیسری منزل کے لئے بٹن دبایا، چند ساعتوں بعد زرار اپنے فلور پر تھا، لفٹ ائریا سے باہر کی طرف دو راہداریاں تھی جن کے درمیان میں خلاء تھا جس سے نیچے دوسری منزل میں کیبنز میں کام کرتے ورکرز نظر آرہے تھے بائیں راہداری کے ساتھ قطار میں دو آفس تھے اور دائیں طرف کی راہداری کے ساتھ ایک کانفرنس روم تھا راداریوں کے اختتام پر وسط میں ایک بڑا دروازہ تھا جس کے باہر چھوٹے کیبن میں زرار کی سیکٹری تارہ اپنے ڈیسک پہ سر جھکائے بیٹھی تھی اس کے آنے پر استقبال میں کھڑی ہوئی، زرار آفس میں داخل ہوتے ہوئے تارہ سے مخاطب ہوا۔"تارہ! مجھے گذشتہ تین دنوں کی آفس کی رپورٹ آدھے گھنٹے میں اپنے ٹیبل پر چاہیے" یہ کہہ کر وہ اپنے آفس میں داخل ہو گیا اس کے پیچھے پیچھے تارہ اسے اس کی آج کی مصروفیات بتاتے ہوئے داخل ہوئی، "سر کل جو جلال گروپ کے ساتھ آپ کی میٹنگ ہے اس کیلئے ٹائم سیٹ کر کے بتا دیں اور اس کے علاوہ آج آپ نے شام کو ایک ڈنر پر بھی جانا ہے۔" وہ جواب اپنی کرسی پہ بیٹھا تھا حیرت سے تارہ کی طرف مڑا اور بولا؛

" (Which dinner?) کونسا ڈنر""؟

" سر مجھے میسز احمد نے کہا تھا کہ آپ نے مس عالیہ کے ساتھ ڈنر پر جانا ہے، میں نے بکنگ کر دی ہے "

" اُف تارہ اس ڈنر کو کینسل کرو اور مجھ سے پوچھے بغیر کسی سے کوئی کمٹمنٹ کرنے کی ضرورت نہیں "

اس نے ہاتھ سے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

" اور مس عالیہ کو کیا کہیں سر"؟

اس نے استفسار کیا، زرار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر واپس میز پر موجود فائل کی طرف متوجہ ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" اس کو میری طرف سے پھول بھیج دو اور معذرت کر لینا "

تارہ اب جا چکی تھی، زرار نے ایک نظر دائیں دیوار کو دیکھا جو بک ریکس میں تھی اور کئی کتابیں اس میں سجی ہوئی تھی، اور ایک نظر بائیں جانب موجود دیوار پر ڈالی جس کے سامنے ایک میز پر ایک خوبصورت بلڈنگ کا ماڈل کانچ کے صندوق میں موجود تھا، وہ اٹھا جیب سے موبائل نکالا اور اپنے عقب میں دیوار گیر شیشے کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا شہر پر اب سورج کی

روشنی پوری طرح چھا چکی تھی رات کو ہونے والی بارش کے اثرات مدھم پڑھ رہے تھے اور وہ اپنے موبائل میں ایک تصویر کو دیکھے جا رہا تھا، دل میں کہیں دور چھپا بیٹھا غم پھر سے اٹھا تھا، اور اسی شہر میں چند میل کے فاصلے پہ آج کسی اور کا بھی دل زور سے دھڑکا تھا۔

****

"تمہارا میسج دیکھ کر میں کیفے جانے کے بجائے ادھر آگئی"

صوفیہ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے مومنہ سے کہہ رہی تھی، مومنہ کے سلکی بھورے بال باب اسٹائل میں کٹے تھے جو کانوں کی لو تک آتے تھے، کرمسن رنگ کی شرٹ اور سفید جینز میں ملبوس وہ اب اپنی کولڈ کافی کی سپ لے رہی تھی، "میں نے تمہارے لیے ائیسڈ لاٹے منگوالی تھی، "مومنہ اس کے سامنے آئیسڈ کافی کا کپ کرتے ہوئے بولی "اب بتاؤ آفس سے نکلتے ہی مجھے کیسے یاد کر لیا اور ایسا کیا ہو گیا جو اتنی جلدی میں بلایا۔ "صوفیہ نے کافی کا کپ پکڑا اور مومنہ کی طرف مخاطب ہوئی جواب اپنے سامنے پڑے کروسانٹ کی تصویر بنا رہی تھی جو یقیناً وہ اپنی انسٹا گرام اسٹوری پہ لگائے گی، "یار آج تو حد ہی ہو گئی، ممی اور ڈیڈ کا

زرار نامہ تو تقریباً ہر ہفتے سننے کو ملتا ہے مگر آج تو ڈیڈ نے اس سے بزنس ڈیل ہی کرنے کا کہہ دیا۔“

مومنہ تو جیسے کرنٹ کھا کر سنبھلی ”ویٹ واٹ؟(رکو کیا؟)“اس نے موبائل رکھ کر صوفیہ کو دیکھا”ہاں یہی تو بتانا تھا۔“

” تو کیا سین ہوگا اب؟یعنی اب تم اس کے ساتھ کام کروگی“؟

” ڈیڈ کا تو یہی ارادہ ہے مگر اس کے ساتھ کام کرتی ہے میری جوتی ہنہہ “

کیا مطلب؟یعنی تم نے منع کر دیا“؟“

نہیں مطلب منع تو نہیں کیا لیکن ہاں بھی نہیں کی ویسے بھی ڈیڈ کو لگتا کہ یہ پراجکٹ امپورٹنٹ ہے تو ختمی فیصلہ تو انہی کا ہوگا۔“

وہ اب کافی سے سپ بھرنے لگی۔”ویسے کوئی اتنا بڑا پرابلم ہے تو نہیں وہ پرابلی موو آن کر چکا دو دن پہلے بھی اس کی عالیہ مبین کے ساتھ تصویریں انسٹا گرام پر پوسٹ ہوئی تھی تو۔۔۔

اور وہ بولے گئی اور صوفیہ کا دل کھائیوں میں گرتا گیا، کیا تھا یہ جو ختم ہی نہیں ہوتا تھا؟ غم؟ کس چیز کا؟ یادِ ماضی؟ کونسا ماضی؟ کچھ بھی تو نہیں تھا اب ان کے درمیان پھر یہ روگ کیسا؟ جو کبھی اپنا تھا ہی نہیں اس کے پرائے کے ہو جانے کا کیا دکھ؟ ''صوفی؟ صوفی؟'' وہ مومنہ کی آواز پہ چونکی۔

''کیا ہوا ہے کیوں خاموش ہو''؟

''کچھ نہیں بس سوچ رہی ہوں تھوڑی دیر مائنڈ ریفریش کرنے کے لئے کہیں چلی جاؤں''۔ صوفیہ زخمی سا مسکرائی۔ ''اٹھو پھر'' مومنہ نے کافی کا کپ نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "کہاں؟" وہ اس کے ساتھ ہی میز سے اٹھی۔ ''مجھے ایک جگہ پتہ ہے، تم ڈرائیور کو بیجھ ہم دونوں میری گاڑی میں جا رہے ہیں۔'' مومنہ نے ویٹر کو چینج رکھنے کا کہا اور بیگ اٹھا کر آگے چلنے لگی اور چند منٹ بعد دونوں مومنہ کی سرخ رنگ کی گاڑی کے سامنے تھیں ''تم نے کیفے واپس نہیں جانا؟'' اس نے ہنستے ہوئے مومنہ سے پوچھا۔ ''نہیں کیفے کو سٹاف سنبھال لے گا'' وہ اب گاڑی میں بیٹھ رہی تھیں۔ اور کچھ ہی دیر میں ان کی گاڑی اسلام آباد کے فیصل ایونیو سے مارگلہ روڈ پہ ٹرن لے رہی تھی۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

چند منٹ بعد

"صوفی یہ ہے وہ جگہ جس کی میں بات کر رہی تھی"۔ مومنہ نے گاڑی مارگلہ کے خوبصورت پہاڑوں اور جنگل کے درمیان سے گزرتی سڑک پہ ایک پر سکون مقام پر رک کر گاڑی روکی، صوفیہ جواب گاڑی سے نیچے اترنے کے لئے اپنی سیٹ بیلٹ اتار رہی تھی محیر العقل منظر کو دیکھتے ہوئے ہوئے اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں، "تمہیں پتہ ہے صوفی ہم اپر مڈل کلاس کے لوگ سہی سے زندگی کو انجوائے ہی نہیں کرتے ہم بس اس دوڑ میں لگے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنے سے اوپر ایلیٹ کلاس تک پہنچ جائیں ہم ہر ہفتے یہاں آتے ہیں اور مونال جیسے مہنگے ریسٹورنٹس میں کھانا کھاتے ہیں اس کی پکچرز بنا کر انسٹا گرام اور فیسبک پر لگاتے اور دنیا میں موجود اس قدرتی خوبصورتی کو بھول جاتے ہیں، یہ جگہ مونال سے پانچ سے دس منٹ آگے ہے مگر یہاں سکون ہے، جنگل کی مہک ہے، پتوں کی سرسراہٹ ہے، یہاں آکر مٹی کی خوشبو سونگھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ہم اپنی اصل کے ساتھ جڑ گئے ہیں۔" صوفیہ اب گاڑی سے اتر کر روڈ کے کنارے تک آ گئی تھی جہاں پہاڑوں کی اوٹ میں ڈھلتا سورج آسمان پہ زرد اور گلابی رنگ بکھیر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”You were right Momina(تم صحیح کہہ رہی تھی مومنہ) یہ سن سیٹ واقعی بہت خوبصورت ہے۔“صوفیہ نے ساتھ آکر کھڑی ہوتی مومنہ سے کہا،”یار آج صبح سے میں زرار کا نام سن کر اتنی تنگ ہوں کہ تمہیں کیا بتاؤں،اب ڈیڈ کو بھی کیا ضرورت تھی فوراً سے اس کی آفر پہ میٹنگ کے لئے وقت مانگ لیا۔“وہ اب ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی بات کر رہیں تھیں۔”ایک بات بولوں صوفی؟“صوفیہ نے سر کو جنبش دی اور ”بولو“ کہا،"(It'll be a reality check)یہ ایک حقیقت پر مبنی بات ہو گی" مومنہ نے جیسے اسے تنبیہہ کی ہو جس پر صوفیہ فقط مسکرا اٹھی۔”تمہیں پتہ ہے کہ ہم ورکنگ ویمن کی زندگیوں میں ایسے بہت سے مراحل آتے ہیں جب ہمیں دل پر پتھر رکھ کر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص پر نگاہ ڈالے بغیر اپنے کام پر توجہ دینی ہوتی ہے۔"وہ اس کے قریب آئی اور صوفیہ کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے اور کہا”اور میں نے تم سے زیادہ بہادر اور پروفیشنل لڑکی اپنی زندگی میں نہیں دیکھی ہے صوفی،تم نے زندگی میں کئی بار بڑی بڑی چٹانوں کا مقابلہ کر کے مجھے دھنگ کیا ہے اور امید ہے اس امتحان میں بھی کامیاب ہو گی اور پھر زرار خود بھی خاصا پروفیشنل انسان ہے،وہ ایسا کچھ بھی نہیں سوچ رہا ہو گا“جب مومنہ کی بات مکمل ہوئی تو صوفیہ کا آنسو آنکھوں کے سائباں سے نکل چکا تھا اس

نولز کلب
Clubb of Quality Content

کے چہرے کی نرم جلد پر سے ہوتا اس کے رخسار سے نیچے زمین پر ٹپک گیا تھا۔"مومنہ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے تم جیسی دوست ملی ہے۔"مومنہ مسکرائی اور اپنے ہاتھوں کو پیالے کی شکل میں بنا کر اپنی تھوڑی کو اس پر رکھ کر بولی"سو تو ہے"صوفیہ کھلکھلا کر ہنس دی،اس سے ہاتھ چھڑوا کر مومنہ گاڑی کی طرف لپکی اور چند لمحوں بعد ایک ہاتھ میں دو سیون اپ کے ٹن اور دوسرے ہاتھ سرخ اور سفید رنگ کے کوور والی کوئی ناول کی کتاب اُٹھائے آئی اور روڈ کی سائڈ پر بنے کنکریٹ کے حفاظتی بلاک پر دونوں ٹن اور کتاب رکھ کر ایک تصویر لی،مومنہ کی باتیں صوفی کو حیران کرتی تھی ایک طرف تو وہ سوشل میڈیا کی addiction کا بھاشن ہر وقت دیتی تھی اور دوسری طرف وہ خود ایک کامیاب سوشل میڈیا انفلیونسر اور بزنس وومین تھی۔موبائل پر میسج کے نوٹیفکیشن کی آواز پر صوفیہ نے موبائل کو دیکھا مومنہ کا میسج شاید اسٹوری پر مینشن کیا تھا۔

****

دوپہر ڈھل چکی تھی اور اسلام آباد پر اب برسات کی خنک شام پھیل رہی تھی،زرار اپنے آفس سے نکل رہا تھا،تارہ اس کے دو قدم پیچھے اس کے ساتھ چلتی آ رہی تھی،وہ آئر پوڈز

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں محو تھا جب یوسف اس کے سامنے سے آتا دکھائی دیا، اسکے گھنگرالے بال اس کے ماتھے پر پڑے تھے،اس کی سنہری آنکھیں زرار کی طرف تھیں اور ہاتھ میں سیاہ رنگ کی فائل تھی، وکیلوں والا سیاہ سوٹ پہنے کلین شیو چہرے پر مسکراہٹ لئے وہ زرار کے سامنے آرکا، کال بند کرنے کے بعد وہ یوسف کی طرف متوجہ ہوا جو اسے کال پر دیکھ کر تارہ کو کچھ کاغذ پکڑا رہا تھا، "صبح میں آفس آیا تھا تم ادھر نہیں تھے ؟" اس نے تارہ کو جانے کا اشارہ کیا اور یوسف سے استفسار کرنے لگا۔

"ہاں میں ذرہ لیٹ آیا تھا"۔

اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، گال کا گھڑا نمایاں ہوا، "اصل میں آج یونیورسٹی میں ایک لیکچر دینا تھا بس وہ دے کر سیدھا آفس آ گیا۔"

وہ دونوں اب لفٹ کا انتظار کر رہے تھے۔"آفس میں ایک افواہ ہے تمہارے بارے میں۔"

زرار نے حیران ہو کر اسے دیکھا اور کہا "کیا؟"

لفٹ آچکی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہیں پتہ ہے میں نے ایسے نہیں بتانا مسٹر زرار "

لفٹ کے دروازے بند ہو چکے تھے، لفٹ نیچھے جا رہی تھی، "دماغ خراب کرنے کے علاوہ کوئی کام ہے تمہیں؟"

"جی بہت سارے ہیں گنوانا شروع کروں"؟

لفٹ آکر گراؤنڈ فلور پر رکی "بتانا یا نہیں؟"

دروازے کھل چکے تھے، اور زرار نے یوسف کو کہتے سنا: "اہ شٹ!!" زرار جو اس کو دیکھ رہا تھا اب اس کی نظروں کا تعاقب کرنے لگا جو لفٹ کے سامنے کھڑی عالیہ پر تھیں۔

" عالیہ تم اس وقت یہاں"؟

یوسف جواب لفٹ سے باہر تھا اس نے مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے عالیہ سے پوچھا۔

" کیا کوئی کام تھا"؟

عالیہ نے یوسف کو نظرانداز کیا اور زرار سے مخاطب ہوئی، "ہم بات کر سکتے ہیں؟"

زرار نے سر کو جنبش دی اور اسے ویٹنگ ایریا کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کے پیچھے چل پڑا۔

یوسف جواب تک اس سب سے بہت حیران تھا باہر کی طرف چل دیا، اپنی گاڑی میں آکر اس نے اپنا فون نکالا اور زرار کے نمبر پر ٹیکسٹ کیا "تو افواہ سچ ہے یعنی؟" اور پھر گاڑی سٹارٹ کی اور نکل گیا" چند منٹ بعد اس کی موبائل اسکرین روشن ہوئی اور زرار کا پیغام موصول ہوا "آدھے گھنٹے میں گھر آؤ، ایک کام ہے۔" "ایک تو یہ روبوٹ اور اس کے ڈیڈلی ٹائم بامبز" وہ منہ میں بڑبڑایا تھا، اور پھر میسج ٹائپ کرنے لگا" راجر باس" اور گاڑی کو آگلے یو ٹرن سے موڑ چکا تھا۔ جب تک اس کی گاڑی مارگلہ روڈ کے وسط میں پہنچتی تب تک اسلام آباد کی خنک شام ڈھل چکی تھی اور رات سارے میں پھیل چکی تھی، سیاہ گاڑی سناٹے بھرتی مارگلہ روڈ پر موجود اک خوبصورت کوٹھی کے سامنے رکی، ہارن کی آواز کے ساتھ ہی کوٹھی کا دروازہ کھلا اور یوسف گاڑی کو اندر لے گیا۔ یوسف گاڑی سے باہر آیا، کتنے سال ہو گئے تھے اس جگہ کو چھوڑے ہوئے مگر پھر کیوں ہر بار ادھر آنے پر وہی احساس ہوتا تھا کیوں وہ ایک شخص ہر بار اپنے یہاں ہونے کا احساس دلاتا تھا، کیوں وہ منظر آنکھوں سے ہٹتا نہ تھا، یوسف ابھی سوچ ہی رہا تھا کے زرار کی آواز پر چونکا، "تم آ گیے تھے تو اوپر آجاتے۔" "ہاں میں بس

Clubb of Quality Content

ابھی ہی پہنچا تھا‘‘۔اس نے جواب دیا اور زرار کے پیچھے چل دیا، وہ دونوں راہداری سے ہوتے ہوئے اب سیڑھیوں کی طرف جا رہے تھے، سیڑھیاں چھڑتے ہی اک راہداری میں پہنچے، راہداری کی دائیں جانب پہلا دروازہ زرار کے کمرے کا تھا، مگر یوسف حیران کھڑا دیکھتا رہا جب زرار اپنے کمرے میں جانے کے بجائے راہداری کی آخر میں موجود ایک دروازے کے سامنے رکا اس نے ڈور ناب کو پکڑا پیچھے مڑ کر کہنے لگا، ’’تم اب تک وہاں کیا کر رہے ہو ادھر آؤ۔‘‘یوسف بھاری قدموں کے ساتھ چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھا، یہ چند میٹر کی راہداری آج کسی میلوں لمبے پل صراط سی کیوں معلوم ہوتی تھی، کیوں یہ چند منٹ کا راستہ آج مہینوں طویل ایک مسافت سا محسوس ہوتا تھا، کیوں اس خوبصورت سنگِ مرمر کے فرش پر رکھا ہر قدم جلتے انگاروں پر ننگے پیر چلنے کے مانند لگتا تھا، کیوں زندگی کے بہت سے خوبصورت رنگ اور بہت سی تاریک یادیں اس ایک راہداری میں چلتے ہوئے اس کے دماغ کے گرد پھر سے جال بن رہیں تھیں، زرار کے کھنکھارنے کی آواز نے یوسف کو پھر سے یادوں کے گہرے سمندر سے کھینچ کر باہر نکالا۔اسے احساس ہوا کہ وہ دروازے پر ہی کھڑا ہے جبکہ زرار کب کا کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

****

Clubb of Quality Content

''آج مومنہ کے ساتھ کہاں گئی تھیں؟'' وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو اپنے موبائل میں مصروف ملیحہ بیگم نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا، وہ لائونج کے وسط میں موجود ایل شیپ صوفے پر اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھیں تھیں، لاؤنج کی بائیں دیوار پر بھی ڈائنگ ہال کی طرح ایک بڑی کھڑکی تھی جو گھر کے عقب میں بائیں جانب کی گیلری میں کھلتی تھی اور دائیں جانب اوپن کچن کا کاؤنٹر تھا جس میں سبین باجی کو کام کرتے دیکھا جا سکتا تھا، ایل ای ڈی ڈسپلے وال پہ نسب تھی نیچے رکھے ڈارک چاکلیٹ کلر کے ڈیسک پر کچھ سینٹڈ کینڈلز جل رہی تھیں جن کی مہک پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی، صوفیہ اس خوشبو کو لاؤنج میں داخل ہوتے ہی پہچان گئی تھی اور جان گئی تھی کہ ماں ہی لاؤنج میں بیٹھی ہوں گی کیوں کہ گھر میں سندل ووڈ کی سینٹ والی کینڈل انہیں کو پسند تھی، وہ آ کر ان کے بغل میں بیٹھی بیگ میز پر رکھا اور انکی گود میں سر رکھ لیا، ''کچھ نہیں ماں، بس مومنہ نے کہا تو میں اس کے ساتھ ڈرائیو پر چل دی تھی ابھی وہی ڈراپ کر کے گئی ہے،'' ماں اب اس کے بالوں میں اپنی انگلیوں سے کنگھی کر رہیں تھی اس کے سلکی لمبے بال جوڑے میں بندھے رہنے کی وجہ سے اب کچھ سروں سے گنگھرالے لگ رہے تھے۔ ''اس کا کیفے کیسا چل رہا ہے؟'' ''اچھا چل رہا ہے

ماں، آپ بتائیں آپ کا دن کیسا گزرا، جو کتاب آنٹی سعدیہ نے پچھلے ہفتے(last week) تحفہ کی تھی وہ پڑھنا شروع کی؟"

"کیوں؟ پوچھ رہی تھی وہ؟"

"ہاں مومنہ کہہ رہی تھی آنٹی نے آپ کو کوئی ککنگ کی کتاب دی تھی۔"

"ہمم، اچھا یہ بتاؤ اس دن جس رشتے کی بات کی تھی کیا سوچا اس کے بارے میں؟"

اُف ماں بھی نا بس اب شروع ہو گیا تھا ان کا سب سے فیورٹ ٹاپک "رشتہ"، وہ اٹھ کر بیٹھی اور صوفے پہ چونکڑی مارتے ہوئے بولی "ماں اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچنا، میں نے آپ کو بتا دیا تھا میں نے شادی نہیں کرنی۔"

ماں نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا، "کیا مطلب نہیں کرنی؟"

"اس کا مطلب ہے بس نہیں کرنی،" وہ دونوں چونکی پیچھے جلال آ کر صوفے پر بیٹھے، "یہ اس کی صوابدید ہے بیگم وہ جب مرضی جس مرضی سے شادی کرے۔" انہوں نے ٹیلی ویژن آن کرتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کیا، "آپ کی ہی دی ہوئی شہ ہے اپنی لاڈلی کو بگاڑ رکھا ہے،" صوفیہ اب تک ماں سے جان چھڑا کر ڈیڈ کے ساتھ لپک گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں تو ہم نے آپ کے لاڈلے کے بھی سارے خواب پورے کیئے نااب ہم اپنی پیاری کے لاڈ بھی اٹھائیں گے اور جب وہ کہیں گی ہم ان کی دھوم دھام سے شادی کریں گے۔" پس منظر میں نیوز اینکر تیز تیز شہ سرخیاں پڑھ رہا تھا۔ "ویسے لاڈلے سے یاد آیا صوفیہ، عمر کا فون آیا تھا وہ پاکستان آرہا ہے۔" وقت رک گیا "کیا واقعی بھائی آرہے ہیں ڈیڈ؟ یہ کب ہوا مجھے کسی نے نہیں بتایا؟" صوفیہ کھلکھلا اٹھی تھی اس کے خوبصورت چہرے پر آئی تازگی اس کی خوشی کا بگل بجارہی تھی۔ "ہاں اس نے کل ہی کال کی تھی میں نے سوچا تھا ناشتے کے ٹائم بتاؤں گی تمہیں لیکن تمہیں جلدی تھی صبح اس لئے نہیں بتا سکی۔" ماں اپنے موبائل پر گردن جھکائے اس کو بتانے لگیں۔ وہ خوشی سے اٹھی اور بیگ اٹھا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھی کہ پیچھے سے ماں کی آواز پر رکی "کل چھٹی کر لو دونوں اس کے آنے کی تیاریاں کروالیں گے۔" اس نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اونچی آواز میں جاب دیا، "ٹھیک ہے ماں" وہ بہت خوش تھی، اس خبر نے واقعی اسے بہت خوش کیا تھا دن کی ساری نحوست جیسے دھل گئی ہو، کبھی کبھار کسی طوفان کے بعد آنے والی کوئی ایک خوشی کی خبر کیسے سب اچھا کر دیتی ہے، کیسے ہم سب بھول کر اسی ایک پل میں جینے لگتے ہیں۔

****

Clubb of Quality Content

اسلام آباد کی پر سکون رات سے ہزاروں میل دور امریکی ریاست میساچوسٹس کے شہر بوسٹن پر ابھی ابھی دن چڑھا تھا سبز آنکھوں والا عمر جلال بیج رنگ کی پینٹ کے اوپر سفید ہائنیک پہنے بروکلین ایونیو پر موجود سبز شیشوں والی آسمان گیر عمارت پیرّس بوسٹن کے سنسر ڈور سے باہر نکل رہا تھا ہلکے بھورے بال جیل کے ساتھ سیٹ کئے ہوئے تھے، اس کا چہرا خوبصورت اور وجیح تھا، اس کے ہاتھ میں موبائل اور گاڑی کی کیز تھیں، عمر اپنی گاڑی تک آیا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی کو بروکلین ایونیو پر سیدھا چلاتا رہا، بہت سی عمارتیں اس کی دائیں بائیں تھیں مگر اس کی نظر روڈ پر جمی تھی جس پر آج خاصا رش تھا، اس کو اس شہر میں آئے ۹ سال ہو گئے تھے اور اس کے رشتہ داروں کی نظر میں ان ۹ سالوں نے اسے سچ مچ کا امریکی باشندہ بنا دیا تھا، وہ اب امریکی شہریت رکھنے والا دنیا کے سب سے اعلیٰ تصور کئے جانے والے ہارورڈ میڈ سکول کا گریجویٹ، بوسٹن چلڈرن ہسپٹل کا ریزیڈنٹ عمر جلال تھا، مگر وہ پاکستان کی اس ایلیٹ کلاس میں سے نہیں تھا جو بیرونِ ملک جا کر اپنی اصل کو بھول جاتے ہیں اگرچہ اس سرد شہر میں رہنے سے اس کی جسمانی ساخت میں رنگ روم میں تبدیلی ضرور آئی تھی مگر اس کا دل اور دماغ آج بھی پاکستان میں تھا، اس کی زبان اردو بولتے ہوئے ذرہ برابر بھی ہچکچاتی نہیں تھی، اس کی افکار مغرب کے نکلی آزادی کے فلسفے سے پاک تھے اور اس کے

نا ولز کلب
Clubb of Quality Content

نزدیک اس کی بڑی وجہ اس کا اس کھو کھلے نظام کو قریب سے دیکھ لینا تھا۔ آج وہ اپنا خود سے کیا ہوا آخری وعدہ بھی وفا کر رہا تھا، وہ وعدہ جو اس نے آج سے ۹ سال پہلے اس شہر میں قدم رکھتے ہوئے کیا تھا، آج وہ اس شہر کو ہی نہیں اس ملک کو چھوڑ کر اپنے وطن کو لوٹ رہا تھا، اپنے ماں باپ کے پاس اپنی بہن کے پاس۔۔۔

گاڑی لانگ وڈ ایونیو پر آکر بوسٹن چلڈرن ہسپتال کے گیٹ سے اندر داخل ہو چکی تھی، پارکنگ میں گاڑی پارک کر کے وہ ہسپتال میں داخل ہو گیا۔

****

ناولز کلب

کمرے میں داخل ہوتے ہی یوسف کے پاؤں جہاں تھے وہیں رک گئے، وقت تھم گیا وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دیوار کے ساتھ سے آگے بڑھتا رہا، دیوار میں لگے بک ریک پر کتابیں آج بھی اسی حالت میں تھیں، سامنے لگے پلنگ کی چادر کی صفائی اس بت کی گواہی دے رہیں تھیں کہ بستر چند گھنٹے پہلے کسی نے نفاست سے بنایا تھا، سائیڈ ٹیبل پر موجود تصویروں کے فریم اس بات کا ثبوت تھیں کہ زرار اس کمرے کو آج تک اسی طرح سنبھال رکھا تھا، زرار آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل سے ایک فریم اٹھایا جس میں دو نوجوان لڑکے سوِم

سوٹ میں ملبوس تھے سیاہ بالوں والے لڑکے نے اپنے سے قد میں ذرہ چھوٹے گنھگرالے بالوں والے لڑکے کی گردن پر بازو ڈال رکھا تھا دونوں کے چہروں پر شرارتی مسکراہٹ تھی۔زرار نے فریم یوسف کی طرف بڑھائی جواب اس کی دائیں جانب آکر کھڑا تھا،اس کی آنکھوں میں نمی تھی یادوں کا ایک بگولہ تھا جس نے صرف آنسو ہی نہیں لائے تھے بلکہ چہرے پر کھلکھلاہٹ بھی آئی تھی، ”تمہیں یاد ہے یہ دن؟“ زرار نے اس سوال کیا” یہ دن کیسے بھول سکتا ہوں“ آنکھوں کے آگے سالوں پہلے کا منظر گھومنے لگا تھا وہ دونوں آج صبح صبح تیار ہو کر زرار کے ڈیڈ علی احمد کے ساتھ سومنگ کے لئے نکلے تھے،زرار کو جب پتہ لگا کہ یوسف کو ابھی تک سومنگ نہیں آتی تو وہ اسے ڈیڈ سے ز د کر کے ساتھ لے آیا تھا، سومنگ سے زیادہ ان دونوں نے خود سے بڑے لڑکوں کو مارنے میں انجوئے کیا تھا واپسی پر انہوں نے ایک تصویر بنوائی اور دونوں نے اپنے کمرے میں اس فریم کو رکھا تھا، یادوں کے باغیچہ سے نکل کر وہ دونوں اب واپس اپنے پرانے کمرے میں کھڑے تھے، ”مجھے لگا تھا میرے جانے کے بعد آنٹی نے یہ کمرہ گیسٹ روم میں بدل دیا ہو گا مگر تم نے اس روم کو اب تک اسی حالت میں رکھا ہوا ہے“

”کمرہ بدل بھی جاتا تو اس کے جانے سے ہماری یادیں نہیں تھی مٹتیں“ زرار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا ”You're my brother (تم میرے بھائی ہو)“

زرار داخلی دروازے کے عین سامنے موجود سلائڈنگ ونڈو کی طرف چل دیا یوسف اس کے پیچھے ہولیا، کھڑکی ٹیرس میں کھلتی تھی دونوں وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھے اور زرار نے گفتگو جاری رکھی ”اسی لئے آج اپنے بھائی کو کچھ بتانے کے لئے یہاں بلایا ہے“ یوسف کی سنہری آنکھوں میں اچھنبا آیا، ”ہاں بولو میں سن رہا ہوں“ اس نے نرم لہجے میں کہا، ”ہم نے جلال عابدی صاحب سے ڈیل کرنی ہے پرسوں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ پراجکٹ ہر حال میں جلال صاحب ہی کریں۔““ ”تو اس میں پریشانی والی کیا بات ہے“ کچھ دیر سارے میں خاموشی پھیل گئی پھر یہ سکوت زرار کی آواز سے ٹوٹا ”صوفیہ“ یوسف ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا پھر بولا ”اسے کیا ہوا؟“

”مجھے معلوم ہے وہ نہیں ہونے دے گی ایسا۔“ وہ نیچے فرش کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

۔

"Well she'll be right in doing so" "(اور وہ ایسا کرے بھی تو حق بجانب ہو گی) یوسف نے گھٹنے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

زرار نے یوسف کو دیکھا "کیوں؟"

"اس کا جواب ہم دونوں جانتے ہیں سو پوچھنے کا فائدہ نہیں اور اگر صرف یہی بات تھی تو بس کر و اور کافی پلاؤ مجھے"

"یوسف تم جب چاہو واپس آ سکتے ہو" اسنے معصومانہ انداز میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے آج نکلی روبوٹ کو، طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" اس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا، "خیر تم نے تو کافی پلائی نہیں میں جا رہا راستے میں کسی کیفے سے پی لوں گا۔"

"پلا دیتا ہوں رکو تو سہی..." زرار بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کر اس کہ پیچھے اندر کی طرف چل دیا۔

"نہیں میں بہت لیٹ ہو گیا ہوں، کل ملیں گے پھر، لیکن میں لیٹ ہو جاؤں گا ویسے بھی میٹنگ کے بارے میں سب ذو لفقار کو پتہ ہے لیگل میٹرز ڈیل کر لے گا۔" کمرے سے

باہر نکلتے ہوئے یوسف بولا، چند منٹ بعد وہ اپنی گاڑی میں تھا اور گاڑی احمد وِلّا کے گیٹ سے باہر نکل چکی تھی۔

رات گہری ہو چکی تھی اور اسلام آباد کی سڑکیں ویران ہونا شروع ہو چکی تھیں، مگر یہ اسلام آباد کا وہ مقام تھا جو راتوں کو بھی پر رونق ہوتا تھا، یہاں اسلام آباد کی ایلیٹ اور اپر مڈل کلاس کم اور راولپنڈی کی مڈل کلاس کے لڑکے زیادہ آتے تھے، یہ تھا اسلام آباد کا آئی-8 مرکز، یوسف گاڑی پارک کر کے The Book Nook Cafe (دی بُک نُک کیفے) کے بلکل سامنے آ کر رکا یوسف نے کل ہی اس مشہور کیفے کے بارے میں انسٹا گرام پر ایک اسٹوری دیکھی تھی اس نے موبائل پر لوکیشن آف کی اور موبائل کو جیب میں ڈالتے ہوئے کیفے کے سامنے کے چند زانے اوپر چڑھ کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک خوشبو کا ہلکا سا جھونکا یوسف کی گرد گھوما جیسے تازہ تیار کی گئی کافی اور نئی کتاب کے ورقوں کی راحت آفزہ خوشبو جو اس کی روح تک پہنچ رہی ہو۔

اندر قدم رکھتے ہی لکڑی کے فرش کی مدھم آواز اس کے قدموں کے نیچے سنائی دی تھی۔ کیفے میں بڑی کھڑکیاں تھیں جن سے باہر پھیلی رات کا نظارہ کیا جا سکتا تھا، سیلنگ سے

ناول کلب
Clubb of Quality Content

لگے چھوٹے چھوٹے لیمپ روشن تھے جس سے ایک نرم اور خوبصورت چمک کمرے میں پھیل رہی تھی۔ دیواروں کے ساتھ بڑی کتابوں کی الماریاں ترتیب سے کھڑی تھیں، جن میں ہر قسم کی کتابیں موجود تھیں، کلاسک ناول سے لے کر جدید فکشن تک۔ کتابوں کے شوقین حضرات مختلف آرام دہ کونوں میں بیٹھے تھے، کچھ گہری کتابوں میں مگن تھے، جبکہ کچھ کافی کے مگ تھامے ہوئے گفتگو میں مصروف تھے۔

کیفے کے ایک طرف ایک بارستا کاؤنٹر ہے، جہاں کافی کی خوشبو میں بسے جدید مشینری کے ساتھ عملہ مصروف تھا۔ کاؤنٹر کے اوپر سفید بورڈ پر ہاتھ سے لکھے گئے دن کے خاص مشروبات اور میٹھے پکوانوں کی فہرست موجود تھی۔ دوسری طرف، چھوٹے چھوٹے میز تھے جن کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں، ہر میز پر ایک چھوٹا سا لیمپ روشنی بکھیر رہا تھا، جس سے پڑھنے یا لکھنے کا بہترین ماحول بن رہا تھا۔

دیواروں پر آویزاں فریمز میں ادبی حوالوں کی گہری چمک جھلک رہی تھی، جیسے کہ مشہور مصنفین کے الفاظ جو قاری کی روح کو چھو لیتے ہوں۔ چند چھوٹے گملوں میں رکھے

Clubb of Quality Content

ہوئے سبز پودے اس جگہ کو مزید دلکش بنا رہے تھے، ماحول کو تازگی اور زندگی کا احساس دے رہے تھے۔

یوسف نے ایک لمحے کے لیے رک کر اس پورے منظر کو دیکھا، جیسے کہ وہ ایک بالکل الگ دنیا میں قدم رکھ چکا ہو، جہاں سکون، ادب، اور کافی کی خوشبو سب ایک ساتھ مل کر اس کی تھکن کو دور کر رہے ہیں۔ آگے بڑھ کر کاؤنٹر پر کھڑے بارستا کو اپنا آرڈر لکھوایا اور آکر ایک کتابوں کے شیلف کے ساتھ لگے میز پر بیٹھ گیا، اپنا موبائل نکال کر چار پانچ تصاویر لیں اور موبائل رکھ دیا، لیپ ٹاپ کو میز پر رکھا اتنی دیر میں اس کی کافی آچکی تھی اب وہ اپنا کل کا لیکچر لکھنے میں مصروف تھا کچھ دیر بعد جب اس نے لیپ ٹاپ سے توجہ ہٹائی تو سامنے کی طرف نظر پڑی جہاں ایک آفس سے مومنہ عبید آتی ہوئی دکھائی دی وہی انسٹا گرام انفلیونسر جس کا یہ کیفے تھا، اس نے کرمسن کلر کی سویٹ شرٹ اور سفید رنگ کی پینٹ پہن رکھی تھی اس کے باب کٹ میں کٹے بال اس کے کندھوں تک آتے تھے، اور مسکرانے پر وہ اور بھی خوبصورت لگتی تھی، یوسف کو ہمیشہ لگتا تھا اس نے کہیں اسے دیکھا ہے ایک لمحے کے لئے دونوں کی نظریں ملیں اور پھر وہ مینیجر سے بات کرتے کرتے کیفے سے باہر نکل گئی۔ یوسف

ناول کلب Clubb of Quality Content

واپس لیپٹاپ پر اپنے کام میں مگن ہو گیا، مگر کچھ تھا جس سے اب وہ سہی سے کام نہیں کر پا رہا تھا۔اسنے لیپ ٹاپ بند کیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ کیفے سے باہر نکل رہا تھا۔

****

بوسٹن پر اب دن ڈھل رہا تھا شام شیشوں والی آسمان کو چھوتی عمارت پر بھی چھا رہی تھی، جب وہ اپنے سنگل بیڈ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو ڈوبتے سورج کی آخری کرنیں اس کے لاونج کی کھڑکی سے داخل ہو رہیں تھیں، اس نے آکر داخلی راہداری میں موجود ٹیبل پر فائل رکھی دروازے کے ساتھ بائیں طرف ایک الماری تھی، جس میں رین کوٹ ٹانگنے اور جوتے رکھنے کی جگہ موجود تھی، آگے آکر کیچن کیبینٹ سے ایک جار نکالا اور کافی کے تازہ روسٹ ہوئے بینز کو کافی مشین میں ڈال دیا، اور باتھروم کی طرف مڑ گیا چند لمحے بعد واپس آنے پر عمر نے کافی کا مگ اٹھایا اور پھر کافی مشین بھی پیک کر لی یہ وہ آخری چیز تھی جو پیکڈ نہیں تھی، اس نے دو دن میں اپنا سارا سامان پیک کر دیا تھا آج رات کی فلائٹ سے اس نے واپس جانا تھا کافی مگ لے کر وہ ٹیلیویژن کے سامنے بیٹھ گیا اور نیٹفلکس پر اپنی پسندیدہ سیریز بگ بینگ تھیوری (Big Bang Theory) دیکھنے لگا۔

Clubb of Quality Content

کب تھکاوٹ سے اس کی آنکھ لگ گئی پتہ ہی نہیں چلا رات کے آٹھ بجے تھے جب وہ موبائل کی تھر تھراہٹ پر اٹھا اس نے موبائل کی طرف دیکھا اس کے خوبصورت چہرے پر مسکراہٹ ابھری اور سبز آنکھوں میں چمک آئی، ''ہیلو۔''کال اٹھانے پر کہیں میلوں دور سے ایک خوبصورت آواز کانوں میں پڑی تھی، ''ہائی کپ کیک!''اس نے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

''کیسے ہیں بھائی؟ مجھے امی نے بتایا آپ کل آرہے ہیں''اس کی ایکسائٹمنٹ کا اندازہ کال سے لگایا جاسکتا تھا۔''میں نے رات کو کال کرنی چاہی پھر میں نے سوچا آپ بزی ہوں گے اس لیے جو نہی اٹھی ہوں آپ کو کال کر رہی۔''

''ہاں بس کچھ دیر بعد نکلوں گا آئرپورٹ کے لئے رات ۱۲ بجے کی فلائٹ ہے۔اور پھر کچھ گھنٹے دوحا میں رکنا ہے پھر اسلام آباد پہنچوں گا۔''اس نے اپنا شیڈول بتایا اور پھر فرمائش کی ''تم بس میرا روم سیٹ کرا دینا۔''

''ہاں میں نے کہہ دیا ہے ملازموں کو، اچھا پھر ٹیک آف کرنے سے پہلے ٹیکسٹ کر دینا، میں نماز پڑھنے لگی ہوں۔''

"ہاں ٹھیک ہے ٹیک کئر۔"اس نے کہہ کر موبائل صوفے پر رکھ دیا اور اٹھ کر بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا تھا اپارٹمنٹ میں نیم اندھیرا پھیلا تھا کچن کا ایک بلب روشن تھا۔ بیڈ روم میں آکر اس نے بتی جلائی اور الماری کھولی اندر ایک ہی سوٹ لٹک رہا تھا عمر نے سوٹ کو اتارا اور لے کر باتھروم کی طرف چل دیا، کچھ دیر بعد 9 بجے وہ نیچھے ہال ایریا میں موجود تھا سامان نیچے پہنچ گیا تھا اوبر منگوا کر وہ ایئرپورٹ کی طرف چل پڑا تھا۔ ایئرپورٹ جانے سے پہلے اس نے دو تین جگہ جانا تھا اسی وجہ سے وہ جلدی نکل آیا تھا۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسلام آباد میں اس وقت صبح کے چھ بج رہے تھے صوفیہ کے کمرے میں ٹیبل لیمپ کی مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس کو نماز کے بعد آج نیند نہیں آئی تھی اسی لئے وہ دیوان پر بیٹھی انسٹا گرام اسکرول کر رہی تھی جب اس کی نظر سے ایک Reel (ریل) گزری جس نے اسے چند لمحوں کے لئے روک لیا، ریل میں کوئی اسپیکر فجر کے نماز کے بعد تلاوتِ قرآن کے فوائد بتا رہیں تھیں، اس نے سوچا کیوں نہ قرآن پڑھ لے نیند ویسے اڑھ گئی تھی وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں موجود الماری کے سب سے اوپر والے ریک سے قرآن اٹھالائی، اس نے

ایف ایس سی کے بعد ماں کے کہنے پر زور زبردستی سے قرآن کلاس میں تجوید اور تفسیر پڑھی تو تھی چند مہینوں تک اس پر عمل بھی کیا تھا مگر پھر اس کو کہیں دور پیچھے پھینک دیا اور زندگی کی دوڑ میں سب کے ساتھ بھاگنے لگی تھی مگر ان چند مہینوں کی روٹین نے اسے نماز کا عادی بنا دیا تھا سو وہ ہر روز پانچ وقت نماز ادا کرتی کبھی کبھار سنتیں بھی پڑھ لیتی مگر زیادہ تر صرف فرائض پڑھ کر جلدی جلدی اٹھ جاتی، قرآن تو وہ لے آئی مگر کہاں سے پڑھے، دماغ کے کسی کونے میں یاد کی شمع جلی تھی اسے یاد آیا تھا کہ جب وہ کلاس لینے جاتی تھی تو وہاں اکثر اس کی کورس انچارج ایک گیم کھیلا کرتی تھیں قرآن کو کہیں سے بھی کھولتیں اور جس آیت پر پہلی نظر پڑتی وہیں سے پڑھتیں، اس نے بھی سوچا آج جو صفحہ کھلے گا وہیں سے پڑھنا شروع کرے گی۔ اس نے مصحف کو کھولا اور سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲۸ پر اس کی پہلی نگاہ پڑی "وہ لوگ جو ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں اللہ کے ذکر سے دل ان کے اور جان لو کہ اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں دل"، اس کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے، اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا جو بہہ نکلا وہ وہاں بیٹھی سوچتی رہی کہ "پچھلے ۲۴ گھنٹوں میں اس نے کہاں کہاں نہیں دل کا اطمینان ڈھونڈا کہاں کہاں نہیں اس نے چاہا کہ دل کا غبار اتر جائے، مگر اللہ تعالیٰ ہم انسان بے بس اور بے وقوف ہیں کئی دفعہ زندگی میں ہم بھول جاتے

نادلز کلب
Clubb of Quality Content

ہیں کہ اصل اور دائمی خوشی کیا ہے اصل اور دائمی سکون کیا ہے؟ ہم ان چیزوں میں سکون تلاش کرتے ہیں جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی جو بیکار ہیں ناکارہ ہیں، میں اللہ تعالیٰ آپ سے بہت دور نکل گئی تھی اور میں حیران ہوں کہ کیسے ایک ریل نے، ایک جملے نے، مجھے آپ کے ایک قدم اور قریب کر دیا" وہ اب یاد کرنے لگی جب اسے اس کی ٹیچر نے یہ آیت پڑھائی تھی تو کس طرح انہوں نے ایک بات سمجھائی تھی جو آج اتنے سال بعد اس کے ذہن میں پھر آگئی تھی، اس کی ٹیچر کہتی تھی کہ "یہ آیت اس ایمان کا نہیں ذکر نہیں کرتی جو ہر دوسرا بندہ رکھتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ پر بنیادی ایمان بلکہ یہ تو شعوری ایمان ہے، دل کی نگاہ سے اللہ کو دیکھ لینا، اس کو پہچان لینا اس کی معرفت حاصل کر لینا اس ایمان والے کی یہ کوالٹی بتائی گئی ہے کہ اس کا دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتا ہے کیونکہ اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ ہے اس کے ہوتے ہوئے اس کے تدبیر کرتے ہوئے اس کے بندوں کے لئے کوئی دائمی مصیبت نہیں ہے کہ جو اس رب کو پہچان جاتا ہے اس کے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ ہم انسانوں کے وعدوں جیسا تھوڑی ہوتا تو پھر وہ دل کیسے نہ مطمئن ہو جس میں اللہ کی معرفت ہو۔" آنسوؤں کی ایک ندی تھی جو بہہ رہی تھی منظر دھندلا گیا تھا قرآن کے الفاظ اب نظر نہیں آ رہے تھے اس نے قرآن کو ایک طرف رکھا پیر اوپر کیے اور

Clubb of Quality Content

گود میں سر ڈال کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور سوچنے لگی کہ "ایسا کیا ہوا تھا جس نے اسے اس کے رب سے اتنا دور کر دیا تھا وہ کیوں اپنی اصل کو بھول گئی تھی وہ تو صحیح سے ایمان لائی ہی نہیں تھی وہ گمراہ ہو گئی تھی راستے سے بھٹک گئی تھی چھ سال پہلے کی ہر بات ہر غم ہر خوشی اس کی نظروں کے سامنے سے گزر رہی تھی جو عرصہ اس نے سوچا تھا ایک حسین وقت تھا اب ایسا نہیں تھا اس نے زندگی میں بہت سے اہداف حاصل کر لئے تھے مگر ایک شخص کی کمی تھی خوشیوں کی کمی تھی سب ہونے کے باوجود بھی اس کے پاس کچھ نہ تھا، اور ہوتا بھی کیسے وہ زندگی تو ایک فریب تھی شاید گناہ کی رنگینی تھی جس کو وہ خوشی کہہ رہی تھی شاید شیطان کا وہ وعدہ تھی کہ ان تیرے بندوں کو گناہ مزین کر کے دکھاؤں گا تبھی وہ سراب وہ خواب جلد ٹوٹ گیا جب ٹوٹ گیا تو پھر اس کا غم کیوں، کیوں وہ زندگی کے بہترین مواقع اس ایک جھوٹ کے پیچھے جینا چھوڑ دے۔ صوفیہ کو اس آیت کا مطلب آج سمجھ آیا تھا اس کا مقصد دل کا اطمینان حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ پہلی سیڑھی چڑھنا تھا اور وہ پہلی سیڑھی اللہ کو پہچاننا تھا، اور اللہ کو وہی پہچان سکتا ہے جو اس کے احکام پر عمل کرتا ہے اور شیطان کی مزین کردہ زندگی کو پیچھے چھوڑتا ہے۔"

نادر کلب
Clubb of Quality Content

وہ اٹھی اور باتھروم جا کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی نل کھول کر چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھانٹے مارے اپنی ورڈراب سے آسمانی رنگ کی لمبی قمیص نکالی اس کے اوپر دوپٹہ لیا، آدھا گھنٹے میں وہ تیار ہو کر نیچے ناشتے کے ٹیبل پر آچکی تھی آنکھوں میں کچھ سرخی تھی رونے کی وجہ سے سوج بھی رہیں تھیں، ماں اور ڈیڈ ٹیبل پر موجود تھے "السلام وعلیکم! ماں، ڈیڈ گڈ مارننگ!"

"وعلیکم السلام بیٹا" ملیحہ بیگم نے کہا، "اور تمہیں بھی گڈ مارننگ، آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں تمہاری، رات کو سہی سے سوئی نہیں کیا؟"

"نہیں بس نیند نہیں آئی" اس نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا، اور جلال کی طرف متوجہ ہو کر بولی "ڈیڈ آج میٹنگ کتنے بجے ہے زرار صاحب کے ساتھ؟"

جلال چائے کی پیالی ہونٹوں سے پرے کرتے ہوئے جواب دیا "بارہ بجے تک تم نے جانا ان کے آفس، ساتھ لیگل ٹیم ہوگی اور انوار صاحب تمہیں سب سمجھا دیں گے۔" صوفیہ کا دھیان اب ناشتے پر تھا اور ملیحہ بیگم اسکی پیالی میں چائے ڈال رہیں تھیں۔

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زرار اپنے آفس میں تھا جب تارہ نے آکر اسے بتایا کہ جلال گروپ کا وفد میٹنگ روم میں اس کا انتظار کر رہے ہیں، ”کیا جلال عابدی صاحب خود آئے ہیں؟“اس نے کرسی ست اٹھتے ہوئے تارہ سے استفسار کیا”نہیں سر صوفیہ عابدی ہیں اور ان کی لیگل ٹیم ہے ساتھ“ کچھ لمحوں کے لئے وہ رکا، وہ جس سے اتنے برس اس نے نظریں چرائیں تھیں جس کے سوالات سے بچنے کے لئے ہر اس گیدھرنگ میں جانے سے انکار کر دیتا تھا جہاں اس کے موجود ہونے کا شبہ ہو آج اس کے روبرو ہو گی کیا، ”سر آرہے ہیں آپ؟“اس نے تارہ کو کہتے سنا، ”ہاں let's go(چلو چلتے ہیں)“

زرار راہداری میں آگے آگے چل رہا تھا اس کے پیچھے تارہ آرہی تھی۔

(میٹنگ ہال میں میز کی ایک جانب صوفیہ پر سکون بیٹھی تھی۔)

اس کے قدم آہستہ آہستہ چند میٹر لمبی راہداری میں اٹھ رہے تھے۔

(صوفیہ اپنی نشست پر بیٹھی میز پر کاغذات کو ادھر ادھر کر رہی تھی اس کے ساتھ بیٹھے سفید بالوں والے انوار صاحب اس کو کچھ بتا رہے تھے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے قدم میٹنگ ہال کے دروازے پر آکر رکے۔اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا،

دروازہ کھلنے کی آواز پر صوفیہ نے سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا، زرار اندر داخل ہوا تھا اس کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے صوفیہ سے ملیں تھیں اور تیزی سے گزرتا وقت تھم گیا تھا، پسِ منظر میں سب آوازیں دھندلا گئیں تھیں، ایک آواز تھی جو البتہ بہت اونچی تھی اس کے دل کے ڈھڑکنے کی آواز۔

صوفیہ کے لئے بھی بس ایک نظر تھی اور سب حوصلہ سب طاقت ٹوٹ گئی تھی دل چاہ رہا تھا کہ دل کھول کر رو لے مگر رونا نہیں آرہا تھا غصہ تھا شاید، نہیں اجنبیت تھی اس شخص کو جانتے ہوئے بھی وہ اسے سچ میں نہیں جانتی تھی، آٹھ سال پہلے کے منظر نظروں کے سامنے تھے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ سچ تھا یہ سچ ہے؟

****

(جاری ہے)

Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: